اولیاء اللہ رحمہم اللہ

سے مدد مانگنے کی شرعی حیثیت

مصنف

[illegible] مولانا محمد انس رضا قادری

اولیاء اللہ

سے

مدد مانگنے کی شرعی حیثیت

اس کتاب میں آپ پڑھیں گے:

★صالحین سے مانگنا افضل ہے یا اللہ عزوجل سے؟

★انبیاء علیہم السلام، صحابہ کرام اور اولیائے کرام سے مدد مانگنے پر مستند دلائل

★اس عمل کو شرک کہنے والوں کے دلائل اور اس کے جوابات

مُصَنِّف

ابو احمد محمد انس رضا قادری

المتخصص فی الفقه السلامی، الشهادة العالمية

ایم اے اسلامیات، ایم اے اردو، ایم اے پنجابی

مرکزی مجلس رضا، لاہور

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللہ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَاحَبِیْبَ اللہ

نام کتاب	:	**اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کی شرعی حیثیت**
مصنف	:	ابو احمد مولانا محمد انس رضا قادری بن محمد منیر
صفحات	:	
تعداد	:	1100
قیمت	:	
اشاعت اول	:	25صفر المظفر1443ھ/2021ء
فون نمبر	:	04237225605-03214477511

ملنے کا پتہ

دفتر مرکزی مجلس رضا مسلم کتابوی

گنج بخش روڈ داتا دربار مارکیٹ لاہور

فہرست

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ علٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ط بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اہل سنت کے نزدیک اللہ عزوجل سے ہی مدد مانگنی چاہئے،اگر دعا میں صالحین کا وسیلہ دیا جائے تو افضل ہے۔البتہ اگر کسی مسلمان نے کسی نبی یا ولی سے یہ نظریہ رکھتے ہوئے مدد مانگی کہ اللہ عزوجل کی عطا سے دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی یہ مدد کرتے ہیں تو یہ جائز ہے۔ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ دینے والی ذات اللہ کریم ہی کی ہے اگر وہ نہ چاہے تو کوئی کچھ نہیں کر سکتا لیکن وہ جسے چاہے، جتنا چاہے عطا کرے،اللہ عزوجل ہی کی عطا سے انبیاء و اولیاء اسی کی نعمتیں جس کو چاہیں اور جس قدر چاہیں تقسیم کر سکتے ہیں۔جب وہ تقسیم کرسکتے ہیں تو ان سے مانگنے میں کیا حرج ہے؟ مزید یہ کہ غیر اللہ سے مدد مانگنا فرض یا واجب نہیں اور نہ ہی یہ کہ جو غیر اللہ سے مدد نہ مانگے وہ گنہگار ہے، بلکہ یہ ایک جائز فعل ہے جس کے ترک میں حرج نہیں، لیکن صالحین سے مدد مانگنے کو شرک قرار دینا زیادتی و گمراہی ہے۔

وہابیوں کے نزدیک جو ہستی چاہے نبی ہو یا ولی دنیا سے پردہ کرنے کے بعد اس سے مدد مانگنا شرک ہے۔پوری وہابیت اسی مسئلہ کو لے کر تمام امت مسلمہ کو مشرک قرار دیتی ہے اور اپنے اس موقف کو صحیح ثابت کرنے کے لئے انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی شان میں بے ادبیاں کرتے ہوئے انہیں معاذ اللہ بے بس و عاجز ثابت کرنے کی مذموم کوشش کرتی ہے۔وہ آیتیں جو بتوں کے

متعلق نازل ہوئی ہیں ان کو اٹھا کر انبیاء علیہم السلام اور صالحین پر منطبق کرتے ہیں۔

صالحین کو تصرفات عطا کیے گئے ہیں

اللہ عزوجل کا اپنے پیاروں کا تصرفات عطا کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔کسی کو بیٹا دینا، غنی کرنا، کوڑھ والے کو شفا دینا، مُردے زندہ کرنا وغیرہ یہ سب اللہ عزوجل کے اختیار میں ہے۔قرآن سے ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے یہ تصرفات اپنے پیاروں کو عطافرمائے ہیں۔حضرت جبرائیل علیہ السلام فرماتے ہیں {قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا} ترجمہ کنزالایمان: بولا میں تیرے رب کا بھیجا ہوا ہوں کہ میں تجھے ایک ستھرا بیٹا دوں۔

(سورۃ مریم، سورۃ 19، آیت 19)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصرفات کے حوالے سے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے {وَمَا نَقَمُوٓاْ إِلَّآ أَنْ أَغْنَاهُمُ اللهُ وَرَسُوْلُهُ مِنْ فَضْلِهِ} ترجمہ کنزالایمان: منافقوں کو یہی برا لگا کہ اللہ اور اس کے رسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کر دیا۔ (سورۃ التوبۃ، سورۃ 9، آیت 74)

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے جب ابن جمیل نے زکوٰۃ دینے میں کمی کی سید عالم مغنی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا، فَأَغْنَاهُ اللهُ وَ رَسُوْلُهُ '' ترجمہ: ابن جمیل کو کیا بُرا لگا یہی نا کہ وہ محتاج تھا اللہ ورسول نے اسے غنی کر دیا۔

(صحیح البخاری ،کتاب الزکوۃ، باب قول اللہ تعالیٰ وفی الرقاب والغارمین،جلد2، صفحہ122،دارطوق النجاۃ،مصر)

اب یہاں دیکھیں کہ قرآن میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف نسبت کرتے ہوئے کہا جارہا ہے کہ رسول نے غنی کردیا۔بلکہ خود حضور علیہ السلام کہہ رہے ہیں کہ رسول نے غنی کیا۔

بخاری ومسلم حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی، حضور مالک المفاتیح صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں"بَيْنَا أَنَا نَائِمٌ رَأَيْتُنِی أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِی يَدِی"ترجمہ:میں سورہا تھا کہ تمام خزائن زمین کی کنجیاں لائی گئیں اور میرے دونوں ہاتھوں میں رکھ دی گئیں۔

(صحیح البخاری، کتاب الاعتصام ،باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعثت بجوامع الکلم، جلد9،صفحہ91،حدیث7273،دارطوق النجاۃ،مصر)

حضرت ابونعیم حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی، حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی تھیں"لما خرج من بطنی فنظرت الیہ فاذا انابہ ساجد ثم رایت سحابۃ بیضاء قد اقبلت من السماء حتی غشیتہ فغیب عن وجھی ، ثم تجلت فاذا انابہ مدرج فی ثوب صوف ابیض وتحتہ حریرۃ خضراء وقد قبض علی ثلثۃ مفاتیح من اللؤلؤ الرطب واذا قائل یقول قبض محمد علی مفاتیح النصرۃ ومفاتیح الربح ومفاتیح النبوۃ ثم اقبلت سحابۃ اخری حتی غشیتہ فغیب عن عینی ثم تجلت فاذا انابہ قد قبض علی حریرۃ خضراء مطویۃ واذقائل یقول بخٍ بخٍ قبض محمد علی الدنیا کلھا لم یبق خلق من

اھلھا الادخل فی قبضتہ" ترجمہ: جب حضور میرے شکم سے پیدا ہوئے میں نے دیکھا سجدے میں پڑے ہیں، پھر ایک سفید ابر نے آسمان سے آکر حضور کو ڈھانپ لیا کہ میرے سامنے سے غائب ہوگئے، پھر وہ پردہ ہٹا تو میں کیا دیکھتی ہوں کہ حضور ایک اونی سفید کپڑے میں لپٹے ہیں اور سبز ریشمیں بچھونا بچھا ہے اور گوہر شاداب کی تین کنجیاں حضور کی مٹھی میں ہیں اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے کہ نصرت کی کنجیاں، نفع کی کنجیاں، نبوت کی کنجیاں، سب پر محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبضہ فرمایا۔ پھر اور ابر نے آکر حضور کو ڈھانپا کہ میری نظر سے چھپ گئے۔ پھر روشن ہوا تو کیا دیکھتی ہوں کہ ایک سبز ریشم کا لپٹا ہوا کپڑا حضور کی مٹھی میں ہے اور کوئی منادی پکار رہا ہے واہ واہ ساری دنیا محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی مٹھی میں آئی زمین و آسمان میں کوئی مخلوق ایسی نہ رہی جو ان کے قبضہ میں نہ آئی۔

(الخصائص الکبری بحوالہ ابو نعیم عن ابن عباس، باب ماظہر فی لیلۃ مولدہ، جلد 1، صفحہ 62، دار الکتب العلمیۃ، بیروت)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار دیا کہ جسے جو چاہیں عطا فرمادیں

امام بخاری حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا "یا رسول اللہ! "إِنِّي أَسْمَعُ مِنْكَ حَدِيثًا كَثِيرًا أَنْسَاهُ، قَالَ: أُبْسُطْ رِدَاءَكَ فَبَسَطْتُهُ، قَالَ: فَغَرَفَ بِيَدَيْهِ، ثُمَّ قَالَ: ضُمَّهُ فَضَمَمْتُهُ، فَمَا نَسِيتُ شَيْئًا بَعْدَهُ" ترجمہ: میں نے آپ سے بہت سی حدیثیں سنی لیکن وہ سب بھول گئیں، حضور نے فرمایا اپنی چادر پھیلاؤ! میں نے پھیلادی تو آپ نے لپ بھر کر اس میں ڈال دیا۔ پھر فرمایا

اسے سینے سے لگالو میں نے لگالی ،پس میں اس کے بعد کسی حدیث کو نہیں بھولا۔ (صحیح البخاری، کتاب العلم،باب حفظ العلم،جلد1،صفحہ35،دارطوق النجاۃ،مصر)

اب کسی کو حافظہ دینا کیا تصرف نہیں؟

امام اجل احمد بن حجر مکی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں''ھوصلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خلیفۃ اللہ الاعظم الذی جعل خزائن کرمہ و موائد نعمہ طوع یدیہ وتحت ارادتہ یعطی من یشاء ''ترجمہ:حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اللہ عزوجل کے وہ خلیفہ اعظم ہیں کہ حق جل وعلانے اپنے کرم کے خزانے ، اپنی نعمتوں کے خوان سب ان کے ہاتھوں کے مطیع انکے ارادے کے زیر فرمان کردیے جسے چاہتے ہیں عطافرماتے ہیں۔
(الجوہر المنظم،الفصل السادس،ص42،المکتبۃ القادریۃ جامعہ نظامیہ رضویہ،لاہور)

سیدی شیخ محقق مولانا عبدالحق محدث دہلوی قدس سرہ القوی شرح مشکوٰۃ شریف میں فرماتے ہیں''از اطلاق سوال کہ فرمودش بخواہ تخصیص نکرد بمطلوبے خاص معلوم میشود کہ کار ھمہ بدست ھمت و کرامت اوست صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ھرچہ خواھد و کرا خواھد باذن پروردگار خود دھد ''ترجمہ:مطلق سوال سے کہ آپ نے فرمایا: مانگ۔اورکسی خاص شے کو مانگنے کی تخصیص نہیں فرمائی۔معلوم ہوتاہے کہ تمام معاملہ آپ کے دست اقدس میں ہے ، جوچاہیں جسے چاہیں اللہ تعالیٰ کے اذن سے عطافرمادیں۔
(اشعۃ اللمعات ،کتاب الصلوٰۃ، باب السجود وفضلہ ،الفصل الاول ،ج1،ص396،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

علامہ علی قاری علیہ رحمۃ الباری مرقاہ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں ''وَیُؤْخَذُ مِنْ إِطْلَاقِهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ الْأَمْرَبِالسُّؤَالِ أَنَّ اللهَ تَعَالَى مَكَّنَهُ مِنْ إِعْطَاءِ كُلِّ مَا أَرَادَ مِنْ خَزَائِنِ الْحَقِّ ''یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مانگنے کا حکم مطلق دیا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ عزوجل نے حضور کو عام قدرت بخشی ہے کہ خدا کے خزانوں سے جو چاہیں عطافرمادیں۔

(مرقاۃ المفاتیح، کتاب الصلوٰۃ،باب السجود وفضلہ، الفصل الاول،جلد2،صفحہ723، دارالفکر،بیروت)

مقدمہ رسالہ شاہ عبدالعزیز میں ہے ''حضرت امیر وذریۃ طاھرہ اوراتمام امت برمثال پیران ومرشدان می پرستند وامور تکوینیہ رابایشاں وابستہ میدانند''ترجمہ:حضرت امیر (مولاعلی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم)اور ان کی اولاد کو تمام امت اپنے مرشد جیسا سمجھتی ہے اورامور تکوینیہ کو ان سے وابستہ جانتی ہے۔ (تحفہ اثناعشریہ،باب ہفتم درامامت،صفحہ214،سہیل اکیڈمی،لاہور)

حاجت روا افراد

وہابی کہتے ہیں کہ صرف اللہ عزوجل ہی حاجت روا ہے ،اسی سے مدد مانگنی چاہیے۔بے شک حقیقی حاجت روا اللہ عزوجل کی ہی ذات ہے لیکن اللہ عزوجل نے مخلوق میں کئی افراد کو حاجت روا بنایاہے۔احادیث سے ثابت ہے کہ اللہ عزوجل نے کچھ بندے خلق کی حاجت روائی کے لیے بنائے ہیں اوران نیک بندوں سے مدد مانگنے کا فرمایا گیا ہے چنانچہ مشہور ومعروف حدیث ہے جو مختلف اسناد کے ساتھ مروی ہے۔المعجم الکبیر میں سلیمان بن احمد الشامی ابو القاسم الطبرانی (المتوفی360ھ)

روایت کرتے ہیں ''عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنَّ لِلهِ عَزَّ وَجَلَّ خَلْقًا خَلَقَهُمْ لِحَوَائِجِ النَّاسِ يَفْزَعُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ أُولَئِكَ الْآمِنُونَ مِنْ عَذَابِ الله'' ترجمہ: حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ عزوجل و صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے کچھ بندے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خلق کی حاجت روائی کے لئے خاص فرمایاہے۔لوگ گھبرائے ہوئے اپنی حاجتیں ان کے پاس لاتے ہیں ، یہ بندے عذاب الٰہی عزوجل سے امان میں ہیں۔

(المعجم الکبیر،باب العین ،زید بن اسلم، عن ابن عمر،جلد12،صفحہ358،مکتبۃ ابن تیمیۃ ،القاہرۃ)

المجالسۃ وجواہر العلم میں ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی (المتوفی 333ھ)روایت کرتے ہیں ''عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ، عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: قَالَ إِنَّ اللهِ تَبَارَكَ وَتَعَالَى خَلَقَ خَلْقًا لِحَوَائِجِ النَّاسِ، يَفْزَعُ النَّاسُ إِلَيْهِمْ فِي حَوَائِجِهِمْ، أُولَئِكَ الآمِنُونَ مِنْ عَذَابِ اللهِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ''ترجمہ:حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:بے شک اللہ عزوجل نے بعضوں کو لوگوں کی حاجتیں پوری کرنے کے لئے پیدا کیا۔لوگ گھبرائے ہوئے ان کی طرف اپنی حاجتیں لے کر آتے ہیں ،یہ مخلوق قیامت والے دن رب تعالیٰ کے عذاب سے محفوظ ہیں۔

(المجالسۃ وجواہر العلم،الجزء السادس والعشرون، جلد8،صفحہ174،جمعیۃ التربیۃ الإسلامیۃ ،البحرین)

حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور پر نور صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ وعلی آلہ فرماتے ہیں''اطلبوا الفضل عند الرحماء من امتی تعیشوا فی اکنافھم فان فیھم رحمتی ''ترجمہ:فضل میرے رحمدل امتیوں کے پاس طلب کرو۔ان کے سائے میں چین کرو گے کہ ان میں میری رحمت ہے۔

(کنز العمال بحوالہ الخراطی فی مکارم الاخلاق ، کتاب الزکوٰۃ،الفصل الثالث فی آداب طلب الحاجۃ، جلد6، صفحہ813، مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت)

انبیاء و اولیائے کے تصرفات بعدِ وصال جاری رہتے ہیں

انبیاء علیہم السلام و اولیائے کرام کے یہ تصرفات و حاجت روائی ان کے وصال کے بعد بھی جاری رہتی ہے۔کشف الغطاء میں ہے''ارواح کمل کہ درحینِ حیات ایشاں بہ سبب قرب مکانت ومنزلت از رب العزت کرامات وتصرفات وامداد داشتند بعد از ممات چوں بہماں قرب باقیند نیز تصرفات دارند چنانچہ درحین تعلق بجسد داشتند یا بیشتر ازاں ''ترجمہ:کاملین کی روحیں ان کی زندگی میں رب العزت سے قرب مرتبت کے باعث کرامات وتصرفات اور حاجتمندوں کی امداد فرمایا کرتی تھیں۔بعد وفات جب وہ ارواح شریفہ اسی قرب واعزاز کے ساتھ باقی ہیں تو اب بھی ان کے تصرفات ویسے ہی ہوتے ہیں جیسے جسم سے دنیاوی تعلق کے تھے یا اس سے بھی زیادہ۔

(کشف الغطائ،فصل دہم زیارت القبور، صفحہ80،مطبع احمدی، دہلی)

امام جلا ل الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں '' اذن للانبیاء ان یخرجوا من قبورھم و یتصرفوا فی ملکوت السمٰوٰت و الارض'' ترجمہ: حضرات انبیاء

کرام علیہم السلام کے لئے مزارات سے باہر جانے اور آسمانوں اور زمین میں تصرف کی اجازت ہوتی ہے۔ (الحاوی للفتاوی، جلد2، صفحہ263، دارالفکر، بیروت)

انبیاء کرام کے صدقے سے اولیاء کرام کو بھی یہ شرف اللہ عزوجل نے عطافرمایا ہے چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں:"اولیاء اللہ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی دنیا و آخرت میں مدد فرماتے ہیں اور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور روحوں سے اُویسیت کے طریقے پر باطنی فیض پہنچتا ہے۔" (تذکرۃالموتی والقبور، صفحہ76، نوری کتب خانہ، لاہور)

بعد ازوصال تصرفات پر ثبوت

وہابیوں کے پاس ایک آیت و حدیث کیا ایک مستند عالم کا قول بھی نہیں کہ انبیاء و صالحین دنیاسے وصال کرنے کے بعد تصرفات نہیں فرماسکتے، جبکہ اہل سنت کے پاس اس حوالے سے سینکڑوں دلائل ہیں اور کئی ان مستند علماء کے ہیں جن کو وہابی بھی اپنا پیشوا مانتے ہیں۔

حضور علیہ السلام کے وصال ظاہری کے بعد دور صحابہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مدد مانگی گئی ہے چنانچہ دلائل النبوۃ للبیہقی اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے "حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ، عَنِ الْأَعْمَشِ، عَنْ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ مَالِكِ الدَّارِ، قَالَ:وَكَانَ خَازِنَ عُمَرَعَلَى الطَّعَامِ، قَالَ:أَصَابَ النَّاسَ قَحْطٌ فِي زَمَنِ عُمَرَ، فَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى قَبْرِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ:يَا رَسُولَ اللهِ، اسْتَسْقِ لِأُمَّتِكَ فَإِنَّهُمْ قَدْ هَلَكُوا، فَأَتَاهُ رسوالُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم فِي الْمَنَامِ فَقِيلَ لَهُ:ائْتِ عُمَرَ فَأَقْرِئْهُ

السَّلَامَ، وَأَخْبِرْهُ أَنَّكُمْ مُسْتَقِيمُونَ ''ترجمہ:حضرت مالک سے مروی ہے کہ وہ کھانے کے خازن تھے۔حضرت عمرفاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں لوگوں پر قحط پڑھ گیا۔ایک آدمی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک پر آیا اور کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ! اللہ عزوجل سے اپنی امت کے لئے بارش طلب کریں کہ یہ ہلاک ہورہی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس آدمی کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا:عمرکو میرا سلام کہنا اور اسے خبر دینا کہ بارش ہوگی۔

(مصنف ابن شیبہ، کتاب الفضائل ،ماذکر فی فضل عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ، جلد12، صفحہ32، الدارالسلفیۃ، الہندیۃ)

یہ روایت صحیح ہے۔المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ میں احمد بن محمد بن ابی بکر بن عبد الملک القسطلانی (المتوفی923ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''وروی ابن أبي شيبة بإسناد صحيح من رواية أبي صالح السمان، عن مالك الدار قال أصاب الناس قحط فی زمن عمربن الخطاب، الخ''ترجمہ: ابن ابی شیبہ نے صحیح سند کے ساتھ روایت کی کہ مالک دار نے فرمایا: حضرت عمر فاروق کے دو ر میں لوگوں پر قحط پڑگیا(آگے وہی حدیث)

(المواہب اللدنیۃ بالمنح المحمدیۃ، الجزء الثالث ،الفصل الرابع، جلد3، صفحہ374، المکتبۃ التوفیقیۃ، القاہرۃ)

اس روایت کو نقل کرنے کے بعدوفاء الوفاء میں علامہ نور الدین سمہودی(متوفی911ھ) اورشفاء السقام میں علامہ تقی الدین سبکی (متوفی756ھ)

لکھتے ہیں ''ومحل الاستشهاد طلب الاستسقاء منه صلی اللہ تعالی علیه وسلم وهو فی البرزخ ودعاؤه لربه فی هذه الحالة غیر ممتنع، وعلمه بسؤال من یسأله قد ورد، فلا مانع من سؤال الاستسقاء وغیره منه کما کان فی الدنیا ''ترجمہ:س روایت میں محل استشہاد حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے بارش کا طلب کرنا ہے جبکہ حضور حالتِ برزخ میں تھے۔اس حالت میں حضور کا اپنے رب سے دعا کرنا کوئی ناممکن بات نہیں اور یہ بات بھی مروی ہے کہ حضور سے جو چیز مانگی جائے آپ اس کو جانتے ہیں۔ لہٰذا آپ علیہ السلام سے بارش وغیرہ طلب کرنے میں کوئی مانع نہیں ہے جیسا کہ آپ کی حیاتِ ظاہری میں کوئی مانع نہ تھا۔

(وفاء الوفاء باخبار دار المصطفی، جلد4، صفحہ 195، دار الکتب العلمیة، بیروت)

الکامل فی التاریخ میں ابو الحسن علی بن ابی الکرم المعروف ابن الأثیر (المتوفی630)،البدایۃ والنہایۃ میں ابو الفداء اسماعیل بن عمر بن کثیر (المتوفی774ھ)،تاریخ الطبری میں محمد بن جریر ابو جعفر الطبری (المتوفی310ھ)لکھتے ہیں ''عَنْ عَاصِمِ بْنِ عُمَرَبْنِ الْخَطَّابِ:أَنَّ رَجُلًا مِنْ مُزَیْنَةَ عَامَ الرَّمَادَةِ سَأَلَهُ أَهْلُهُ أَنْ یَذْبَحَ لَهُمْ شَاةً فَقَالَ:لیس فیهن شیئ.فَأَلَحُّوا عَلَیْهِ فَذَبَحَ شَاةً فَإِذَا عِظَامُهَا حُمْرٌ فَقَالَ یَا مُحَمَّدَاهُ.فَلَمَّا أَمْسَى أَرَى فِي الْمَنَامِ أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسلَّم يقول له:أبشر بالحياة، إيت عمر فأقره مِنِّي السَّلَامَ'' ترجمہ:حضرت عاصم بن عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت بلال بن الحارث مُزنی سے قحطِ عام الرمادہ میں ان کی قوم بنی مزینہ نے درخواست کی کہ

(ہم مرے جاتے ہیں)کوئی بکری ذبح کیجئے۔فرمایا بکریوں میں کچھ نہیں رہا ہے۔انہوں نے اصرار کیا۔آخر بکری ذبح کی ، کھال کھینچی تو نِری سرخ ہڈیاں نکلیں۔یہ دیکھ کر بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ندا کی : یا محمداہ۔پھر رات حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خواب میں تشریف لا کر حیات (یعنی قحط ختم ہونے)کی بشارت دی۔آپ نے فرمایا: عمر کو میرا سلام کہنا۔

(تاریخ الطبری، سنہ ثمان عشرۃ،ذکر القحط وعام الرمادہ، جلد4، صفحہ99، دار التراث، بیروت)

ایک روایت میں آپ کے وصال کے بعد آپ سے بخشش کا سوال کیا گیا چنانچہ امام ابو عبداللہ قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں''عن علی قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر رسول اللہصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وحثا علی راسہ من ترابہ فقال قلت یا رسول اللہ فسمعنا قولك وعیت عن اللہ فوعینا عنك و کان فیما انزل اللہ علیك ﴿وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوٓاْ أَنْفُسَهُمْ﴾ وقد ظلمتُ نفسی و جئتك تستغفرلی فنودی من القبر انه قد غفر لك''ترجمہ: حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دنیا سے پردہ فرمانے کے تین یوم کے بعد ہمارے پاس ایک اعرابی (دیہات کا رہنے والا) آیا اور اپنے آپ کو حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور پر گرادیا اور اپنے سر پر قبر انور کی مِٹی ڈالنے لگا اور پھر کہا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پس ہم نے سنا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرمان کو اور آپ صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب عزوجل سے اور ہم نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یاد کیا اور جو (قرآن) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے نازل کیا اس میں یہ (آیۃ) بھی ہے {وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذْ ظَلَمُوٓاْ أَنفُسَهُمْ} اور تحقیق میں نے اپنی جان پر ظلم کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حضور حاضر ہوا ہوں تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے لئے اللہ (عزوجل) کی بارگاہ سے مغفرت طلب کریں تو قبر انور سے آواز آئی کہ تمہاری مغفرت کردی گئی۔

(الجامع لاحکام القرآن، جلد5، صفحہ265، دار الکتب المصریۃ، القاہرۃ)

معجم الشیوخ میں ثقۃ الدین، أبو القاسم علی بن الحسن بن ہبۃ اللہ المعروف بابن عساکر (المتوفی 571ھ) روایت کرتے ہیں ''عن العتبی أنه قال کنت جالسا عند قبر رسول الله صلی الله علیه وسلم وإذا بأعرابی قد أقبل علی ناقة له فنزل وعقلها ودنا إلی حجرة النبی صلی الله علیه وسلم وأنشأ یقول۔۔۔۔ وجدت الله تعالی یقول { ولوأنهم إذ ظلموا أنفسهم جاء وك فاستغفروا الله واستغفر لهم الرسول لوجدوا الله توابا رحیما} وقد جئتك یا رسول الله مستغفرا من ذنبی مستشفعا بك إلی ربی وانصرف قال العتبی فنمت فرأیت النبی صلی الله علیه وسلم فی النوم فقال لی یا عتبی الحق الأعرابی فقل له إن الله عزوجل قد غفر له '' ترجمہ: حضرت عتبی سے مروی ہے کہ میں قبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک اعرابی اونٹنی پر سوار آیا وہ اترا اور اس اونٹنی کو باندھا پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ مبارک کے قریب ہوکر عرض کی: میں نے اللہ عزوجل کو

یہ کہتے ہوئے پایا : اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنے گناہوں کی بخشش چاہتے ہوئے آپ کو رب تعالیٰ کے حضور اپنا شفیع بنانے کے لئے حاضر ہوا ہے۔وہ چلا گیا تو عتبی کہتے ہیں میں سو گیا۔خواب میں میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ نے فرمایا اے عتبی ! اعرابی سے ملو اور اسے کہو اللہ عزوجل نے اس کی مغفرت کردی ہے۔

(معجم الشیوخ، عبد الغالب بن ثابت بن ماہان أبو نصر الرافقی،جلد1،صفحہ599،دار البشائر ،دمشق)

علامہ شہاب الدین خفاجی مصری حنفی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نسیم الریاض شرح شفائے قاضی عیاض میں فرماتے ہیں ''قص الاظفار وتقلیمها سنة ورد النهی عنه فی یوم الاربعاء وانه یورث البرص وحکی عن بعض العلماء انه فعله فنهی عنه فقال لم یثبت هذا فلحقه البرص من ساعته فرای النبی صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم فی منامه فشکی الیه مااصابه فقال له الم تسمع نهی عنه فقال لم یصح عندی فقال صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم یکفیك انه سمع ثم مسح بیده الشریفة فذهب مابه فتاب عن مخالفة ماسمع ''ترجمہ:ناخن کاٹنے سنت ہیں لیکن بدھ کے دن ایسا کرنے سے حدیث میں ممانعت وارد ہوئی کیونکہ اس سے مرض برص (جسم پر سفید داغ پیدا ہوتا ہے۔)بعض اہل علم کی حکایت ہے کہ کسی عالم صاحب نے بدھ کے روز

ناخن کٹوائے انھیں اس سے منع کیا گیا لیکن انھوں نے فرمایا یہ حدیث ثابت نہیں ، انھیں فورا مرض برص لاحق ہوگیا پھر انھیں خواب میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور انھوں نے آپ سے مرض برص کی شکایت کی آپ نے ان سے فرمایا کیا تم نے بدھ کے روز ناخن کٹوانے کی ممانعت نہیں سنی تھی؟ انھوں نے جواباً عرض کیا کہ ہمارے نزدیک وہ حدیث پایہ صحت کو نہیں پہنچی تھی۔ اس پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تمہارے لیے اتنا ہی کافی ہونا چاہئے تھا کہ حدیث سن لی تھی۔ ازاں بعد آپ نے اپنا دست اقدس ان کے جسم پر پھیرا تو فورا مرض زائل ہوگیا۔ اس کے بعد عالم موصوف نے اسی وقت سماع کردہ حدیث کی مخالفت سے توبہ کی۔

(نسیم الریاض شرح الشفاء للقاضی عیاض، فصل واما نظافۃ جسمہ، جلد1، صفحہ344، دار الفکر بیروت)

یہ عالم صاحب امام علامہ ابن الحاج مکی مالکی قدس سرہ العزیز تھے جیسا کہ علامہ طحطاوی حاشیہ درمختار میں فرماتے ہیں۔ اس واقعہ میں واضح ہے کہ جیسے ظاہری زندگی میں آپ علیہ السلام اپنے دست اقدس سے مریضوں کو شفادیتے تھے، دنیا سے پردہ کرنے کے بعد بھی شفادے رہے ہیں، یہ تصرفات پر واضح دلیل ہے۔

حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں فریاد

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال ظاہری کے بعد کثیر مستند روایات و واقعات موجود ہیں جس میں آپ علیہ السلام سے مدد مانگی گئی ہے۔

الکامل فی التاریخ میں ابو الحسن علی بن ابی الکرم المعروف ابن الأثیر (المتوفی630ھ)،الجزء المتمم لطبقات ابن سعد میں ابو عبد اللہ محمد بن سعدالمعروف ابن سعد (المتوفی230ھ) اورتاریخ الطبری میں محمد بن جریر ابو جعفر الطبری (المتوفی310ھ) لکھتے ہیں''زینب ابنة فاطمة حین مرت بأخیها الْحُسَیْن صریعا وَهِیَ تقول:یَا مُحَمَّدَاهُ صَلَّى عَلَیْكَ مَلَائِكَةُ السَّمَاءِ!هَذَا الْحُسَیْنُ بِالْعَرَاءِ، مُرَمَّلٌ بِالدِّمَاءِ، مُقَطَّعُ الْأَعْضَاءِ، وَبَنَاتُكَ سَبَایَا، وَذُرِّیَّتُكَ مُقَتَّلَةٌ تَسْفِی عَلَیْهَا الصَّبَا''ترجمہ:جب حضرت زینب بنت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنے شہید بھائی حضرت امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس سے گزری تو فرمایا:یامحمداہ!آپ پرآسمان کے فرشتوں کا درود ہو ، یہ حسین ہے جو اپنے خون میں خلط ہے اور انکے جسم کے ٹکڑے کردیئے گئے ہیں، یہ آپ کی بیٹیاں ہیں جو قیدی ہیں ،آپ کی اولاد مقتول پڑی ہے جس پر ہوا خاک اڑا رہی ہے۔

(تاریخ الطبری، مقتل الحسین رضوان اللہ علیہ، جلد5، صفحہ456، دارالتراث، بیروت)

المنتظم فی تاریخ الامم والملوک میں جمال الدین ابو الفرج عبد الرحمن بن علی بن محمد الجوزی (المتوفی597ھ)مسلمان مجاہدین کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں''فَقَالَ ملك الروم:لا غنیمة ولا فتح أعظم من أخذ هؤلاء .فرحل بهم حَتَّى نزل بهم القسطنطینیة، فعرض علیهم النصرانیة وَقَالَ:إنی أجعل فیكم الملك وأزواجكم بناتی.فأبوا علیه ونادوا:یا محمداه، فَقَالَ الملك:مَا یقولون؟ قالوا:یدعون نبیهم''ترجمہ:روم کے بادشاہ نے کہا ان مسلمانوں کی گرفتاری سے بڑھ کر کوئی

فتح اور مال غنیمت نہیں۔ پھر ان کو قسطنطینہ میں لایا اور ان کو نصرانی ہونے کا کہااور لالچ دیا کہ میں تم سب کو بادشاہت اور اپنی بیٹیوں سے بیاہ دوں گا۔ مسلمانوں نے انکار کیا اور پکارا یا محمداہ۔ بادشاہ نے پوچھا یہ کیا کہہ رہے ہیں؟لوگوں نے کہا یہ اپنے نبی کو پکار رہے ہیں۔

(المنتظم فی تاریخ الأمم والملوک،ثم دخلت سنة سبعین ومائة،ذکر طرف (من)وأخباره وسیرته، جلد8، صفحه329، دارالکتب العلمیة، بیروت)

تاریخ الاِسلام ووفیات المشاہیر والأعلام میں شمس الدین ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن عثمان الذہبی (المتوفی748ھ) نےابوخیرہ الرعینی المصری (المتوفی131۔140ھ) کے متعلق لکھا ہے کہ انہوں نے یوں کہا''یَا مُحَمَّدَاهُ ارْفَعْ رَأْسَكَ فَانْظُرْ مَا فَعَلَتْ أُمَتُكَ بَعْدَكَ''ترجمہ: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نظر کرم فرمائیں اور دیکھئے آپ کے بعد آپ کی امت نے کیا کیا ہے۔

(تاریخ الإسلام ووفیات المشاہیر والأعلام،المحب بن حذلم، أبو خیرة الرعینی.مولاہم، المصری، جلد3، صفحه725، دارالکتاب العربی، بیروت)

شرح شفا میں ہے''﴿فجلس عمر رضی اللہ تعالی عنه یبکی﴾ أی للاشتیاق أو للفراق أو الافتراق ﴿وفی الحکایة طول﴾ أی لیس ہذا مقام ایرادها ﴿وروی﴾ أی فی عمل الیوم واللیلة لابن السنی ﴿أن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنهما خدرت رجله﴾ بفتح معجمة وکسر مهملة أی فترت عن الحرکة وضعفت باجتماع عصبها من جهة کسل وفتور أصابها کأنها رجل ناعس ولم یذهب ما بها ﴿فقیل له اذکر أحب الناس إلیك یزل عنك﴾ بضم الزاء أی یزول عنك ہذا الانقباض بسبب ما یترتب علی

ذکر المحبوب من الانبساط ﴿فصاح﴾ أی فنادی بأعلی صوته ﴿یا محمداہ﴾ بسکون الھاء للندبة وکأنه رضی اللہ تعالی عنه قصد به اظهار المحبة فی ضمن الاستغاثة''،یعنی حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کا پائوں سو گیاتو ان سے عرض کی گئی آپ جن کو سب سے زیادہ پیار کرتے ہیں ان کو یاد کریں تو آپ کی تکلیف دو ہوجائے گی۔تو حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بلند آواز سے کہا یا محمداہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔یہ آپ نے اظہار محبت کے طور پر استغاثہ کے ضمن میں کہا تھا۔

(شرح الشفا،فصل (فیما روی عن السلف والأئمة من محبتہم للنبی ﷺ،جلد2،صفحہ43، دار الکتب العلمیة،بیروت)

حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:

یا اکرم الثقلین یا کنزالوری

بدلی بجودك وارضنی برضاك

انا طامع بالجود منك لم یکن

لابی حنیفة فی الانام سواك

ترجمہ: اے موجودات کے اکرم اور نعمت الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو دیا مجھے بھی دیجئے اور اللہ عزوجل نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی راضی فرمایئے،میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں، آپ کے سوا ابوحنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔ (فتاویٰ بریلی،صفحہ386،385،شبیر برادرز،لاہور)

وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی میں علی بن عبد اللہ بن احمد الحسنی الشافعی السمہودی (المتوفی 911ھ) پوری فصل بنام ''خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی أو طلب منه شیئا عند قبره'' اس میں انہوں نے کئی واقعات استغاثہ پر نقل کئے چند واقعات پیش خدمت ہیں:

واقعہ 1۔علامہ سہمودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں''قال محمد بن المنکدر: أودع رجل أبی ثمانین دینارا وخرج للجهاد، وقال لأبی إن احتجت أنفقها إلی أن أعود، وأصاب الناس جهد من الغلاء، فأنفق أبی الدنانیر، فقدم الرجل وطلب ماله، فقال له أبی عد إلیّ غدا، وبات فی المسجد یلوذ بقبر النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم مرة وبمنبره مرة، حتی کاد أن یصبح، یستغیث بقبر النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم، فبینما هو کذلك وإذا بشخص فی الظلام یقول: دونکها یا أبا محمد، فمد أبی یده فإذا هو بصرّة فیها ثمانون دینارا، فلما أصبح جاء الرجل فدفعها إلیه''ترجمہ: محمد بن منکدر کہتے ہیں :ایک شخص نے میرے باپ کے پاس اسّی دینارامانت کے طور پر رکھے اور کہا کہ اگر ضرورت پڑ جائے تو انہیں خرچ کر کے جہاد پر جانا۔وہ سال لوگوں نے بہت سختی میں گزارا، میرے والد نے بھی وہ پیسے خرچ کر دیئے۔ پیسوں کا مالک آیا تو میرے باپ نے کہا کہ کل آنا۔اسی رات میرے والد مسجد نبوی میں گئے کبھی قبر کی طرف متوجہ ہوتے اور کبھی منبر شریف کی طرف ۔صبح کی نماز کے قریب قبر نبی سے استغاثے میں مشغول تھے کہ تاریکی میں ایک شخص نمودار ہوا اور کہا :اے ابو محمد !یہ لو۔میرے والد نے ہاتھ آگے بڑھا

کر اس سے لے لیا، جب دیکھا تو ایک تھیلی میں اسّی دینا ر تھے۔اب جب صبح ہوئی تو وہ شخص اپنے پیسے واپس لینے آیاتو میرے والد نے وہی اسّی دینار اسے دے دیا۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی ﷺ أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحه 199، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ 2۔ مشہور معروف محدث امام طبرانی کے متعلق لکھا ہے ''وقال الإمام أبو بكر بن المقرىء: كنت أنا والطبرانی وأبو الشيخ فی حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم، وكنا على حالة، وأثّر فينا الجوع، وواصلنا ذلك اليوم، فلما كان وقت العشاء حضرت قبر النبی صلى الله تعالى عليه وسلم فقلت: يا رسول الله الجوع، وانصرفت، فقال لی أبو القاسم: اجلس، فإما أن يكون الرزق أو الموت، قال أبو بكر: فقمت أنا وأبو الشيخ والطبرانی جالس ينظر فی شیء، فحضر بالباب علوی، فدقّ ففتحنا له، فإذا معه غلامان مع كل واحد زنبيل فيه شیء كثير، فجلسنا وأكلنا وظننا أن الباقی يأخذه الغلام، فولى وترك عندنا الباقی، فلما فرغنا من الطعام قال العلوی: يا قوم أشكوتم إلى رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم؟ فإنی رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم فی المنام فأمرنی أن أحمل بشیء إليكم''ترجمہ: امام ابو بکر بن المقری ء نے فرمایا: ایک دن میں ابوالقاسم طبرانی اور ابوالشیخ روضہ رسول کی زیارت سے مشرّف ہوئے تو وہاں ہمیں بھوک نے شدید پریشان کیا، ہم نے وہ دن اسی حالت میں گزار دیا، جب رات ہوئی تو میں نے قبر پیغمبر کے پاس جا کر کہا: یا رسول اللہ! ہم بھوکے ہیں۔اس کے بعد اپنے دوستوں کے پاس

پہنچا، ابوالقاسم طبرانی نے مجھ سے کہا: یہیں پر بیٹھ جاؤ۔یا آج کھانا آئے گا یا موت۔ابو بکر کہتے ہیں: میں اور ابوالشیخ اٹھے مگر امام طبرانی وہیں پر کچھ سوچ رہے تھے کہ اتنے میں اچانک ایک شخص نے مسجد کے دروازے پر دستک دی ،ہم نے دروازہ کھولا تو دیکھا ایک علوی شخص ہے جس کے ہمراہ دو غلام ہیں اور ان کے ہاتھوں میں کھانے سے بھری ہوئی ٹوکریاں ہیں۔ ہم نے ان سے کھانا لیا اور سیر ہو کر کھایا اور یہ سوچا کہ بچا ہوا کھانا وہ اپنے ساتھ لے جائیں گے لیکن وہ اسے وہیں پر چھوڑ کر چلے گئے۔جب کھانے سے فارغ ہوئے تو اس علوی نے کہا :کیا تم نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بھوک کی شکایت کی ہے ؟ میں نے خواب میں رسول خدا کو دیکھا کہ انہوں نے مجھے فرمایا کہ تمہارے لئے غذا لے آؤں۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی ﷺ أو طلب منه شيئا عند قبره، جلد4، صفحہ 200، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ 3۔ابن جلاد کہتے ہیں'' دخلت مدينة النبی صلی الله تعالی عليه وسلم وبی ناقة، فتقدمت إلى القبر وقلت: ضيفك، فغفوت فرأيت النبی صلی الله تعالی عليه وسلم، فأعطانی رغيفا، فأكلت نصفه، وانتبهت وبيدی النصف الآخر''ترجمہ: میں مدینہ میں داخل ہوا جبکہ انتہائی فقر و تنگدستی میں مبتلا تھا۔قبر پیغمبر پر پہنچا اور کہا :یا رسول اللہ ! میں آپ کا مہمان ہوں۔اسی عالم میں میری آنکھ لگ گئی ،خواب میں رسول خدا کی زیارت ہوئی تو آپ نے مجھے ایک روٹی

دی جس میں سے میں نے آدھی کھائی۔جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ باقی آدھی میرے ہاتھ میں ہے۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحه 200، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ4۔ ابو الخیر اقطع فرماتے ہیں ''دخلت مدینة النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم وأنا بفاقة، فأقمت خمسة أیام ما ذقت ذواقا، فتقدمت إلی القبر، وسلمت علی النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم وعلی أبی بکر وعمر، وقلت: أنا ضیفك یا رسول اللہ، وتنحّیت ونمت خلف القبر، فرأیت فی المنام النبی صلی اللہ تعالی علیه وسلم وأبو بکر عن یمینه وعمر عن شماله وعلی بن أبی طالب بین یدیه، فحرکنی علیّ وقال: قم، قد جاء رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیه وسلم، فقمت إلیه وقبلت بین عینیه، فدفع إلیّ رغیفا، فأکلت نصفه، وانتبهت فإذا فی یدی نصف رغیف''ترجمہ: میں مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں داخل ہوا اور میں بھوکا تھا۔میں مدینہ میں پانچ دن رہا اور کچھ بھی نہیں کھایا۔میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرمبارک پر حاضر ہو اور آپ علیہ السلام کو سلام اور ابوبکر صدیق و عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہما کو سلام کیا اور عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ کا مہمان ہوں۔پھر میں قبر انور سے واپس ہوا اور قبر مبارک کے پیچھے سو گیا۔میں نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھاکہ آپ کے دائیں طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ اور بائیں طرف عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تھی اور حضرت علی المرتضیٰ آپ کے سامنے تھے۔حضرت علی المرتضیٰ

نے مجھے حرکت دی اور فرمایا: کھڑا ہوجا! نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے ہیں۔ میں کھڑا ہو ااور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے ایک روٹی دی جس میں سے میں نے آدھی کھائی۔جب آنکھ کھلی تو دیکھا کہ باقی آدھی میرے ہاتھ میں ہے۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحه 200، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ 5۔ ابو عبد اللہ محمد بن ابی زرعہ صوفی فرماتے ہیں ’’سافرت مع أبي ومع أبي عبد الله بن خفيف إلى مكة، فأصابتنا فاقة شديدة، فدخلنا مدينة الرسول صلى الله تعالى عليه وسلم، وبتنا طاوين، وكنت دون البلوغ، فكنت أجيء إلى أبي غير دفعة وأقول: أنا جائع، فأتى أبي الحظيرة وقال: يا رسول الله أنا ضيفك الليلة، وجلس على المراقبة، فلما كان بعد ساعة رفع رأسه وكان يبكي ساعة ويضحك ساعة، فسئل عنه فقال: رأيت رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم فوضع في يدي دراهم، وفتح يده، فإذا فيها دراهم، وبارك الله فيها إلى أن رجعنا إلى شيراز، وكنا ننفق منها‘‘ترجمہ: میں اپنے والد اور عبداللہ بن حنیف کے ہمراہ مکّہ کا سفر کر رہا تھا کہ راستے میں شدید تنگدستی کا شکار ہوگئے۔جب مدینہ منوّرہ میں داخل ہوئے تو سخت بھوک لگی تھی۔ میں ابھی سنّ بلوغ تک نہیں پہنچا تھا، اپنے باپ کے پاس پہنچا اور کہا: مجھے بھوک لگی ہے۔ میرے والد قبر پیغمبر کے پاس گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آج کی رات ہم آپ کے مہمان ہیں! اور پھر انتظار کرنے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اچانک سر بلند کیا کبھی روتے تھے اور کبھی ہنستے تھے۔

جب اس کی وجہ پوچھی تو فرمایا: نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی ہے تو انہوں نے مجھے کچھ درہم عنایت کئے ہیں، اتنے میں ہتھیلی کھولی تو اس میں درہم موجود تھے۔ان درہموں میں اتنی برکت تھی کہ شیراز واپس پلٹنے تک ہم ان میں سے خرچ کرتے رہے مگر وہ ختم نہ ہوئے۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحہ 200، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ 6۔ احمد بن صوفی فرماتے ہیں ''تهت فی البادية ثلاثة أشهر، فانسلخ جلدی، فدخلت المدينة، وجئت إلى النبی صلى الله عليه وسلم فسلمت عليه وعلى صاحبيه ثم نمت فرأيته صلى الله عليه وسلم فی النوم فقال لی: يا أحمد، جئت؟ قلت: نعم، وأنا جائع وأنا فی ضيافتك، قال: افتح كفيك، ففتحتهما فملأهما دراهم، فانتبهت وهما مملوء تان، وقمت فاشتريت خبزا حواريا وفالوذجا، وأكلت'' ترجمہ: میں نے تین ماہ ویرانے میں گزارا کہ میری جلد خراب ہوگئی۔میں مدینہ منورہ میں داخل ہوا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور آپ کو سلام کیا اور صاحبین کو سلام کیا۔پھر میں سو گیا تو خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا۔آپ علیہ السلام نے فرمایا: اے احمد تو آیا؟ میں نے عرض کی جی ہاں۔اور میں بھوکا ہوں اور آپ کا مہمان ہو۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی ہتھیلیاں کھولو۔میں نے ہاتھ پھیلائے تو آپ نے دراہم عطا کئے۔جب میں جاگا تو وہ دراہم میرے ہاتھ میں تھے۔میں کھڑا ہوا تو ان دراہم سے میدہ کی روٹی اور فالودہ خریدا اور کھایا۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی ﷺ أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحه 200، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ 7۔علامہ سمہودی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں''وذکر الحافظ أبو القاسم بن عساکر فی تاریخه بسنده إلی أبی القاسم ثابت بن أحمد البغدادی، قال: إنه رأی رجلا بمدینة النبی صلی الله علیه وسلم أذن للصبح عند قبر النبی صلی الله علیه وسلم، فقال فیه: الصلاة خیر من النوم، فجاءه خادم من خدم المسجد فلطمه حین سمع ذلك، فبکی الرجل، وقال: یا رسول الله فی حضرتك یفعل بی هذا الفعل (بحضورک) ففلج الخادم، وحمل إلی داره فمکث ثلاثة أیام ومات'' ترجمہ: حافظ ابو القاسم بن عساکر نے اپنی تاریخ میں اس سند کے ساتھ ذکر کیا جو ابی القاسم ثابت بن احمد بغدادی تک ہے کہ انہوں نے ایک شخص کو مدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں دیکھا جس نے قبر نبی کے پاس صبح کی اذان دی اور یوں پڑھا''الصلوٰۃ خیر من النوم'' خدام المساجد میں سے ایک خادم اس اذان کو سن کر آیا اور اس نے اذان پڑھنے والے کو ایک تھپڑ مارا۔اذان پڑھنے والا رونا شروع ہو اور عرض کی یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے پاس حاضر ہوں اور میرے ساتھ یہ عمل کیا گیا ہے۔اس خادم کا ہاتھ فالج زدہ ہوگیا اور وہ اپنے گھر تین دن رہا اور پھر مر گیا۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی ﷺ أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحه 201، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ 8۔ابو عبد اللہ محمد بن ابی امان فرماتے ہیں ''کنت بمدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم خلف محراب فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنها، وکان الشریف مکثر القاسمی قائما خلف المحراب المذکور، فانتبہ فجاء إلی النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعاد علینا متبسما، فقال لہ شمس الدین صواب خادم الضریح النبوی: فیم تبسمت ﴿رحمہ اللہ﴾ فقال: کانت بی فاقۃ، فخرجت من بیتی فأتیت بیت فاطمۃ رضی اللہ تعالی عنها، فاستغثت بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم وقلت: إنی جائع، فنمت فرأیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فأعطانی قدح لبن فشربت حتی رویت''ترجمہ: میں مدینہ میں محراب فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیچھے موجود تھا اور جناب سید مکثر القاسمی بھی اسی محراب کے پیچھے کھڑے تھے۔اچانک قبر رسول کی طرف بڑھے اور پھر واپس پلٹے تو میں نے دیکھا مسکرا رہے ہیں۔شمس الدین صواب روضہ مبارک کے خادم نے ان سے پوچھا: کیوں ہنس رہے ہیں ؟ کہنے لگے : میں سخت تنگدست ہو چکا تھا گھر سے نکلا اور حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہاکے گھر پہنچ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے استغاثہ کیا اور کہا : میں بھوکا ہوں۔اس کے بعد سو گیا ، خواب میں پیغمبر کو دیکھا ،انہوں نے دودھ کا ایک جام دیاجسے پی کر میں سیر ہوگیا۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمۃ: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحه 201، دار الکتب العلمیة، بیروت)

واقعہ 9۔ابو محمد عبد السلام بن عبد الرحمن حسینی فاسی فرماتے ہیں ''أقمت بمدینۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثلاثۃ أیام لم أستطعم فیها، فأتیت عند منبره صلی

اللہ علیہ وسلم فرکعت رکعتین وقلت: یا جدی جعت وأتمنی علیك ثردة، ثم غلبتنی عینی فنمت، فبینا أنا نائم وإذا برجل یوقظنی، فانتبھت فرأیت معه قدحا من خشب وفیه ثرید وسمن ولحم وأفاویه، فقال لی: کل، فقلت له: من أین ھذا؟ فقال: إن صغاری لھم ثلاثة أیام یتمنون ھذا الطعام، فلما کان الیوم فتح اللہ لی بشیء عملت به ھذا، ثم نمت فرأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی النوم وھو یقول: إن أحد إخوانك تمنی علی ھذا الطعام فأطعمه منه‘‘ترجمہ: میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شہر میں تین دن گزارے اوران تین دنوں میں کھانا نہیں کھایا تھا ۔منبررسول کے پاس گیا دو رکعت نماز پڑھ کر کہا:اے جدّ بزرگوار!میں بھوکا ہوں اور آپ سے ثرید کا طلبگار ہوں۔اتنے میں مجھ پر نیند غالب آگئی ، اچانک ایک شخص نے مجھے نیند سے بیدار کیا جس کے ہاتھ میں ثرید سے بھرا لکڑی کا پیالہ تھااور مجھ سے کہا:اسے کھائو۔میں نے کہا:یہ غذا کہاں سے لے آئے ہو ؟ کہنے لگا : تین دن سے میرے بچے اس غذا کی فرمائش کر رہے تھے آج تیسرے دن اللہ عزوجل کی رحمت سے مجھے کام ملا تو یہ غذا تیار کر کے کھا کر سوئے تورسول خدا نے خواب میں فرمایا:تمہارا ایک بھائی اسی غذاکی تمنّا رکھتا ہے اسے جا کر دے آؤ۔

(وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفی، خاتمة: فی نبذ مما وقع لمن استغاث بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أو طلب منه شیئا عند قبره، جلد4، صفحه 203، دار الکتب العلمیة، بیروت)

حضرت دانیال علیہ السلا م کے نام مبارک سے پناہ مانگنا بھی ثابت ہے چنانچہ ایک روایت ہے جوحضرت احمد بن محمدالدینوری رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی

364ھ) نے ''عمل الیوم واللیلة سلوك النبیﷺ ربه عز وجل ومعاشرته مع العباد''میں نقل کی،حضرت ابو بکر محمد بن جعفر الخرائطی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی327ھ) نے ''ہواتف الجنان''میں ،حضرت شمس الدین محمد بن عمر بن احمد السفیری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی956ھ)نے ''المجالس الوعظیۃ فی شرح احادیث خیر البریۃ صلی اللہ علیہ وسلم من صحیح الإمام البخاری'' میں،حضرت شمس الدین أبو العون محمد السفارینی الحنبلی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی 1188ھ) نے''غذاء الألباب فی شرح منظومۃ الآداب''میں ،حضرت ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی774ھ) نے ''البدایۃ والنہایۃ'' میں،حضرت محمد بن موسی الدمیری رحمۃ اللہ علیہ(المتوفی808 ھ)نے ''حیاۃ الحیوان الکبری'' میں ،حضرت شہاب الدین محمد بن احمدرحمۃ اللہ علیہ (المتوفی852ھ)نے ''المستطرف فی کل فن مستطرف''میں نقل کی،وہ روایت یہ ہے ''عن ابن عباس عن علی قال إذا کنت بواد تخاف السبع فقل أَعُوذُبِدانیال والجب، من شر الأسد''ترجمہ:حضرت عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب تو کسی ایسی وادی میں ہو جہاں تمہیں درندوں کا خوف ہوتو یہ کہو'' پناہ مانگتا ہوں میں حضرت دانیال کی اور کنویں کی ،شیر کے شر سے۔''

(البدایۃ والنہایۃ،کتاب مبعث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ،باب فی ہواتف الجان،جلد2،صفحہ344،دار الفکر،بیروت)

مستند علمائے کرام کے ارشادات

بزرگ ہستیوں کے وصال کے بعد ان سے مدد مانگنے پر کثیر مستند علماء کے اقوال جواز کے حوالے سے موجود ہیں:

المدخل میں ابو عبد اللہ محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی ابن الحاج (المتوفی 737ھ) روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری کے آداب بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ''يَأْتِي إِلَيْهِمُ الزَّائِرُ وَيَتَعَيَّنُ عَلَيْهِ قَصْدُهُمْ مِنَ الْأَمَاكِنِ الْبَعِيدَةِ، فَإِذَا جَاءَ إِلَيْهِمْ فَلْيَتَّصِفْ بِالذُّلِّ، وَالِانْكِسَارِ، وَالْمَسْكَنَةِ، وَالْفَقْرِ، وَالْفَاقَةِ، وَالْحَاجَةِ، وَالِاضْطِرَارِ، وَالْخُضُوعِ وَيَسْتَغِيثُ بِهِمْ وَيَطْلُبُ حَوَائِجَهُ مِنْهُمْ وَيَجْزِمُ بِالْإِجَابَةِ بِبَرَكَتِهِمْ فَإِنَّهُمْ بَابُ اللهِ الْمَفْتُوحِ، وَجَرَتْ سُنَّتُهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَى فِي قَضَاءِ الْحَوَائِجِ عَلَى أَيْدِيهِمْ وَبِسَبَبِهِمْ ﴿ملخصاً﴾'' ترجمہ: زائر ان کے آگے حاضر ہو اور اس پر متعین ہے کہ دور دراز مقاموں سے ان کی زیارت کا قصد کرے، پھر جب حاضری سے مشرف یاب ہو تو لازم ہے کہ ذلت و انکسار ومحتاجی وفقر وفاقہ وحاجت وبے چارگی و فروتنی کو شعار بنائے اور ان کی سرکار میں فریاد کرے اور ان سے اپنی حاجتیں مانگے اور یقین کرے کہ ان کی برکت سے اجابت ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ کے درکشادہ ہیں اور سنت الٰہی جاری ہے کہ ان کے ہاتھ پر ان کے سبب سے حاجت روائی ہوتی ہے۔

(المدخل، التوسل بالنبی صلی اللہ علیہ وسلم، جلد1، صفحہ 261، دار التراث)

فتاوی الرملی میں شہاب الدین احمد بن حمزة الأنصاری الرملی الشافعی (المتوفی957ھ) سے مروی ہے ''﴿سُئِلَ﴾ عَمَّا يَقَعُ مِنَ الْعَامَّةِ مِنْ قَوْلِهِمْ عِنْدَ الشَّدَائِدِ يَا شَيْخُ فُلَانٌ يَا رَسُولَ اللهِ وَنَحْوِ ذَلِكَ مِنَ الِاسْتِغَاثَةِ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ فَهَلْ ذَلِكَ جَائِزٌ أَمْ لَا وَهَلْ لِلرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ وَالْمَشَايِخِ إغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ وَمَاذَا يُرَجِّحُ ذَلِكَ ﴿فَأَجَابَ﴾ بِأَنَّ الِاسْتِغَاثَةَ بِالْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالْعُلَمَاءِ وَالصَّالِحِينَ جَائِزَةٌ وَلِلرُّسُلِ وَالْأَنْبِيَاءِ وَالْأَوْلِيَاءِ وَالصَّالِحِينَ إغَاثَةٌ بَعْدَ مَوْتِهِمْ؛ لِأَنَّ مُعْجِزَةَ الْأَنْبِيَاءِ وَكَرَامَاتِ الْأَوْلِيَاءِ لَا تَنْقَطِعُ بِمَوْتِهِمْ ''ترجمہ: پوچھاگیا کہ عام لوگ جو سختیوں کے وقت انبیاء ومرسلین واولیاء و صالحین سے فریاد کرتے اور یاشیخ فلاں (یارسول اللہ ،یاعلی ،یا شیخ عبدالقادر جیلانی) اوران کی مثل کلمات کہتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں ؟اوراولیاء بعد انتقال کے بھی مدد فرماتے ہیں یا نہیں ؟ انہوں نے جواب دیا کہ بے شک انبیاء و مرسلین واولیاء و علماء سے مدد مانگنی جائز ہے اور وہ بعد انتقال بھی امداد فرماتے ہیں۔ اس لیے کہ انبیاء علیہم السلام کے معجزات اور اولیائے کرام کی کرامات ان کے وصال کے ساتھ ختم نہیں ہوجاتیں۔

(فتاوی الرملی، جلد04، صفحہ733، درالکتب العلمیہ،بیروت)

شیخ الاسلام جنہیں مائتہ مسائل میں علمائے محدثین سے شمار کیا اوران کی کتاب کشف الغطاء پر جابجا اعتماد واعتبار کیا اسی کشف الغطاء میں فرماتے ہیں''انکار استمداد دراوجھے صحیح نمی نماید مگرانکه از اول امر منکر شوند

تعلق روح وبدن را بالکلیه و آں خلاف منصوص است وبرین تقدیر زیارت درفتن بقبور همه لغو وبے معنی گردد و ایں امرے دیگر است که تمام اخبار وآثار دال برخلاف آنست ونیست صورت استمداد مگرهمیں که محتاج طلب کند حاجت خود را از جناب عزت الٰهی بتوسل روحانیت بندہ مقرب یا ندا کند آں بندہ راکه اے بندہ خدا وولی وے شفاعت کن مراد بخواہ از خدائے تعالیٰ مطلوب مرا و دروے هیچ شائبه شرك نیست چنانچه منکر وهم کردہ اہ بالالتقاط'' ترجمہ: استمداد سے انکار کی کوئی صحیح وجہ نظر نہیں آتی، مگر یہ کہ سرے سے روح وبدن کے تعلق کا ہی بالکل انکار کردیں اور یہ نص کے خلاف ہے اس تقدیر پر تو قبروں کے پاس جانا اور زیارت کرنا سب لغو اور بے معنیٰ ہوجاتا ہے، اور یہ ایک دوسری بات ہے جس کے خلاف تمام آثار واحادیث دلیل ہیں، اور استمداد کی صورت کیا ہے؟ یہی کہ حاجت مند اپنی حاجت خدائے عزوجل سے بندہ مقرب کی روحانیت کو وسیلہ کرکے طلب کرتا ہے۔یا اس بندے کو ندا کرتا ہے اور عرض کرتا ہے کہ اے خدا کے بندے اور اس کے دوست!میری شفاعت کیجئے اور میرے مطلوب کے لیے خدا سے دعا کیجئے، اس میں تو شرک کا کوئی شائبہ بھی نہیں جیسا کہ منکر کا وہم وخیال ہے۔

(کشف الغطاء فصل دہم زیارت قبور، صفحہ 80،81، مکتبۃ احمد، دہلی)

حضرت ابوالمعالی قدس سرہ العالی فرماتے ہیں ''عمر بزاز قدس سرہ میگوید من شنیدہ ام از حضرت شیخ رضی اللہ تعالیٰ عنه که هر که در کربتے بمن استغاثه

کند کشفت عنه دور گردانم آن کربت را از و، وهرکه در شدتے بنام من ندا کند فرجت عنه خلاص بخشم او را ازاں شدت وهرکه درحاجتے توسل بمن کند درحضرت جل وعلا قضیت له حاجت او را برآرم ''ترجمہ: عمر بزاز فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت شیخ (عبد القادر جیلانی) رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے سنا کہ جو شخص مصیبت میں مجھ سے استغاثہ کرے گا میں مدد کروں گا، اس سے اس کی تکلیف دور کروں گا اور جو سختی میں مجھے ندا کرے گا اس کی سختی کو دور کردوں گا اور خلاصی دلاؤں گا، اور جو اپنی حاجت میں مجھ سے توسل کرے گا اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی حاجت پوری کروں گا۔

(تحفہ قادریہ، باب دہم فی التوسل الیہ الخ قلمی، صفحہ 76، ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 322، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

علامہ ملا علی قاری بعد ذکر روایت فرماتے ہیں'' قَدْ جُرِّبَ ذٰلِكَ مِرَارا فصَحَّ رَضِیَ اللهُ تَعالٰی عَنْهُ '' ترجمہ: بیشک یہ بار ہا تجربہ کیا گیا ٹھیک اترا، اللہ تعالیٰ کی رضا شیخ پر ہو۔

(نزہۃ الخاطر والفاتر، ماخوذ از فتاویٰ رضویہ، جلد 21، صفحہ 323، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

سیدی جمال بن عبد اللہ بن عمر مکی اپنے فتاوی میں فرماتے ہیں'' سئلت ممن یقول فی حال الشدائد یا رسول الله اویا علی اویا شیخ عبدالقادر مثلاً هل هو جائز شرعاً ام لا؟ اجبت نعم الاستغاثة بالاولیاء وندائهم والتوسل بهم امر مشروع وشیء مرغوب لاینکره الامکابر اومعاند وقد حرم برکة الاولیاء الکرام الخ'' یعنی مجھ سے سوال ہوا اس شخص کے بارے میں جو مصیبت کے وقت میں کہتا ہو

یارسول اللہ یا علی یا شیخ عبدالقادر، مثلاً آیا یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ میں نے جواب دیا: ہاں اولیاء سے مدد مانگنی اور انہیں پکارنا اور ان کے ساتھ توسّل کرنا شروع میں جائز اور پسندیدہ چیز ہے جس کا انکار نہ کرے گا مگر ہٹ دھرم یا صاحبِ عناد، اور بیشک وہ اولیاء کرام کی برکت سے محروم ہے۔

(فتاوی جمال بن عبداللہ بن عمر مکی، ماخوذ از فتاوی رضویہ، جلد29، صفحہ554، رضافاؤنڈیشن، لاہور)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی مشکوۃ شریف کی شرح میں فرماتے ہیں ''حجۃ الاسلام امام غزالی گفتہ ھر کہ استمداد کردہ مے شود بوی درحیات استمداد مے شود بوی بعد ازوفات'' ترجمہ: حجۃ الاسلام امام غزالی فرماتے ہیں جس سے زندگی میں مدد مانگی جائے اس سے بعد وفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

مزید شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''سیدی احمد بن زروق کہ از عاظم فقھاء وعلماء ومشائخ دیار مغرب است گفت روزے شیخ ابوالعباس حضرم از من پرسید امدادِ حی قوی ست یا امداد میّت قوی ست من گفتم قوی می گویند کہ امداد حی قوی تر است ومن می گویم کہ امداد میّت قوی تر است پس شیخ گفت نعم زیرا کہ وی در بساط است ودر حضرت اوست ﴿قال﴾ ونقل دریں معنی ازیں طائفہ بیشتر ازان ست کہ حصر و احصار کردہ شود یافتہ نمی شود در کتاب و سنت اقوالِ سلف صالح چیزے کہ منافی ومخالف ایں باشد و رد کند ایں را'' ترجمہ: سیدی احمد بن زروق جو دیارِ مغرب کے عظیم ترین فقہاء اور علماء ومشائخ سے ہیں فرماتے ہیں کہ ایک دن شیخ ابوالعباس حضرمی نے مجھ سے پوچھا

زندہ کی امداد قوی ہے یاوفات یافتہ کی؟ میں نے کہا کچھ لوگ زندہ کی امداد زیادہ قوی بتاتے ہیں اور میں کہتا ہوں کہ وفات یافتہ کی امداد زیادہ قوی ہے۔اسی پر شیخ نے فرمایا:ہاں !اس لیے کہ وہ حق کے دربار اور اس کی بارگاہ میں حاضر ہے (فرمایا)اس مضمون کا کلام ان بزرگوں سے اتنا زیادہ منقول ہے کہ حد وشمار سے باہر ہے اور کتاب وسنت اور سلف صالحین کے اقول میں ایسی کوئی بات موجود نہیں جو اس کے منافی ومخالف اور اسے رد کرنے والی ہو۔

(اشعۃ اللمعات،باب زیارۃ القبور،جلد1،صفحہ716،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وہابی خارجیوں کے عقیدے کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں''انما اطلنا الکلام فی ھذا المقام رغما الانف لمنکرین فانه قد حدث فی زماننا شرذمة ینکرون الاستمداد من الاولیاء ویقولون مایقولون ومالھم علی ذلك من علم ان ھم الایخرصون''ترجمہ:ہم نے اس مقام میں کلام طویل کیا منکروں کی ناک خاک پر رگڑنے کو کہ ہمارے زمانے میں معدودے چند ایسے پیدا ہوئے ہیں کہ حضرات اولیاء سے مدد مانگنے کے منکر ہیں اور کہتے ہیں جو کہتے ہیں اور انہیں اس پر کچھ علم نہیں یونہی اپنے سے اٹکلیں لڑاتے ہیں۔

(لمعات التنقیح،باب حکم الاسراء،فصل 1،جلد3،صفحہ401،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوۃ میں فرماتے ہیں''یکے از مشائخ عظام گفته است دیدم چهار کس را از مشائخ تصرف می کنند درقبور خود مانند تصرفهائے شاں درحیات خود یا بیشتر شیخ معروف وعبدالقادر جیلانی

رضی اللہ تعالیٰ عنهما و دو کس دیگر راز اولیاء شُمردہ و مقصود حصر نیست آنچه خود دیدہ ویافته است''ترجمہ:ایک عظیم بزرگ فرماتے ہیں میں نے مشائخ میں سے چار حضرات کو دیکھا کہ اپنی قبروں میں رہ کر بھی ویسے ہی تصرف فرماتے ہیں جیسے حیات دنیا کے وقت فرماتے تھے یا اس سے بھی زیادہ شیخ معروف کرخی ،سیدنا عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور دواور اولیاء کو شمار کیا۔(شیخ عقیل منبجی بسہی اور شیخ حیاۃ ابن قیس حرانی رحمہا اللہ تعالیٰ)ان کا مقصد حصر نہیں بلکہ خود جو دیکھا او رمشاہدہ فرمایا وہ بیان کیا۔

(اشعۃ اللمعات،باب زیارۃ القبور،جلد1،صفحہ715،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

امام ابن حجر مکی پھر شیخ نے شروح مشکوۃ میں فرمایا''صالحاں رامدد بلیغ است به زیارت کنند گانِ خود رابر اندازہ ادب ایشاں''ترجمہ: صالحین اپنے زائرین کے ادب کے مطابق ان کی بے پناہ مدد فرماتے ہیں۔

(اشعۃ اللمعات،باب زیارۃ القبور،جلد1،صفحہ715،مکتبہ نوریہ رضویہ،سکھر)

امام علامہ تفتازانی نے شرح مقاصد میں اہلسنت کے نزدیک علم وادراک موتیٰ کی تحقیق کرکے فرمایا''ولھذا ینتفح بزیارۃ قبور الابرار والاستعانۃ من نفوس الاخبار''ترجمہ: اسی لیے قبور اولیاء کی زیارت اور ارواح طیبہ سے استعانت نفع دیتی ہے۔

(شرح المقاصد،المبحث االرابع مدرک الجزئیات عندنا الخ،جلد2،صفحہ43،دارالمعارف النعمانیہ،لاہور)

ردالمحتار میں امام غزالی سے ہے ''وَأَمَّا الْأَوْلِيَاءُ فَإِنَّهُمْ مُتَفَاوِتُونَ فِي الْقُرْبِ مِنْ اللهِ تَعَالَى، وَنَفْعُ الزَّائِرِينَ بِحَسَبِ مَعَارِفِهِمْ وَأَسْرَارِهِمْ ''ترجمہ:ارواح طیبہ اولیائے کرام کا حال یکساں نہیں بلکہ وہ متفاوت ہیں اللہ عزوجل سے نزدیکی اور زائروں کو نفع دینے میں موافق اپنے معارف واسرار کے۔

(ردالمحتار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی زیارۃ القبور، جلد2، صفحہ242، دارالفکر، بیروت)

مزید علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں''قَالَ ابْنُ حَجَرٍ فِي فَتَاوِيهِ: وَلَا تُتْرَكُ لِمَا يَحْصُلُ عِنْدَهَا مِنْ مُنْكَرَاتٍ وَمَفَاسِدَ كَاخْتِلَاطِ الرِّجَالِ بِالنِّسَاءِ وَغَيْرِ ذَلِكَ لِأَنَّ الْقُرُبَاتِ لَا تُتْرَكُ لِمِثْلِ ذَلِكَ، بَلْ عَلَى الْإِنْسَانِ فِعْلُهَا وَإِنْكَارُ الْبِدَعِ، بَلْ وَإِزَالَتُهَا إنْ أَمْكَنَ''ترجمہ:ابن حجر نے اپنے فتاویٰ میں فرمایا: مزارات پر حاضری کو وہاں ہونے والے غیر شرعی افعال کی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گا جیسے مردوں اورعورتوں کے اختلاط وغیرہ جیسے منکرات کی وجہ سے۔اس لئے کہ قربات کو اس طرح کی غیر شرعی حرکات کی وجہ سے نہیں چھوڑا جائے گابلکہ ان غیر شرعی حرکات کا انکارکیا جائے گا اور ممکنہ حد تک اسے دور کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

(ردالمحتار، باب صلوٰۃ الجنائز، مطلب فی زیارۃ القبور، جلد2، صفحہ242، دارالفکر، بیروت)

رسالہ فیض عام مزارات اولیاء سے استعانت میں شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ارشاد ہے''طریق استمداد ازایشاں آنست کہ بزبان گوید اے حضرت من برائے کار فلاں درجناب الٰھی التجامی کنم شمانیز بدعا وشفاعت امداد من نماید لکن استمداد از مشھور ین باید کرد

﴿ملخصاً﴾''ترجمہ:ان حضرات سے استمداد کا طریقہ یہ ہے کہ زبان سے کہے: اے میرے حضور!فلاں کام کے لیے میں بارگاہ الٰہی میں التجا کررہاہوں آپ بھی دعا وشفاعت سے میری امداد کیجئے۔لیکن استمداد مشہور حضرات سے کرنا چاہئے۔
(فتاوٰی عزیزی،رسالہ فیض عام،جلد1،صفحہ177،مطبع مجتبائی،دہلی)

مرزا مظہر صاحب اپنے مکتوبات میں فرماتے ہیں''بعض ارواح کاملاں رابعد ترك تعلق اجساد آنہا دریں نشاۃ تصرفے باقی است الخ''ترجمہ: جسموں سے ترک تعلق کے بعد بھی بعض ارواح کاملین کا تصرف اس دنیا میں باقی ہے۔
(مکتوبات مرزا مظہر جانجاناں،مع کلمات طیبات مکتوب14،صفحہ27 ،مطبع مجتبائی، دہلی)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی تذکرۃ الموتی میں لکھتے ہیں''اولیاء اللہ دوستان ومعتقدان را دردنیا وآخرت مددگاری می فرمایند ودشمناں راھلاك می نمایند واز ارواح بطریق اویسیت فیض باطنی می رسد'' ترجمہ: اولیاء اللہ اپنے دوستوں اور عقیدت مندوں کی دنیا وآخرت میں مدد فرماتے ہیں ا ور دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں اور روحوں سے اویسیت کے طریقے پر باطنی فیض پہنچاتے ہے۔
(تذکرۃالموتٰی والقبوراردو ترجمہ مصباح القبور،باب روحوں کے ٹھہرنے کی جگہ کے بیان میں، صفحہ76،نوری کتب خانہ لاہور)

شا ہ ولی اللہ صاحب دہلوی اطیب النغم فی مدح سیّدالعرب والعجم میں لکھتے ہیں:

وصلّی علیك اللہ یا خیر خلقه

ویا خیر مامول ویا خیرَ واهب

ویاخیرمن یرجٰی لکشف رَزِیّۃٍ

ومن جودہ، قد فاق جود السحائب

وانت مجیری من ھجوم مُلمَّۃٍ

اذا انشبت فی القلب شرّ المخالب

اور خود اس کی شرح وترجمہ میں کہتے ہیں ''﴿فصل یازدھم در ابتھال بجناب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم﴾ رحمتِ فرستد برتو خدائے تعالیٰ اے بھترین خلقِ خدا، واے بھترین کسیکہ امید داشتہ شود، اے بھترین عطا کنندہ وائے بھترین کسیکہ امید داشتہ باشد برائے ازالہ مصیبتے واے بھترین کسیکہ سخاوتِ او زیادہ است از باراں، بارھا گواھی میدھم کہ توپناہ دھندہ منی از ھجوم کردن مصیبتے وقتے کہ بخلاند در دل بدترین چنگالھارا ملخصاً''

ترجمہ:(گیارھویں فصل حضور علیہ الصلوۃ والسلام کی بارگاہ میں عاجزانہ فریاد کے بارے میں)اے خلقِ خدا سے بہتر!آپ پر اللہ تعالیٰ درود بھیجے،اے بہترین شخص جس سے امید کی جاتی ہے اور اے بہترین عطا کرنے والے اے بہترین شخص کہ مصیبت کو دور کرنے میں جس سے امید رکھی جاتی ہے، اور جس کی سخاوت بارش پر فوقیت رکھتی ہے۔آپ ہی مجھے مصیبتوں کے ہجوم سے پناہ دینے والے ہیں جب وہ میرے دل میں بدترین پنجے گاڑتی ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل یازدہم، صفحہ 22، مکتبہ مجتبائی، دہلی)

اسی کے شروع میں لکھتے ہیں'' ذکر بعد حوادث زماں که دراں حوادث لابدست ازاستمداد بروحِ آنحضرت صلی الله تعالیٰ علیه وسلم''ترجمہ: بعض حوادثِ زمانہ کا ذکرجن حوادث میں حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی روح اقدس سے مدد طلب کرنا ضروری ہے۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل اول، صفحہ2، مکتبہ مجتبائی، دہلی)

اسی کی فصل اول میں لکھتے ہیں'' به نظرنمی آیدمرامگر آنحضرت صلی الله تعالیٰ علیه وسلم که جائے دست زدن اندوهگین ست در هرشدتے ''ترجمہ: مجھے حضور انور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سوا کوئی نظر نہیں آتا کیونکہ ہر سختی میں غمزدوں کی پناہ گاہ آپ ہی ہیں۔

(اطیب النغم فی مدح سید العرب والعجم، فصل اول، صفحہ4، مکتبہ مجتبائی، دہلی)

یہی شاہ صاحب قصیدہ''مدحیہ حمزیہ''میں لکھتے ہیں:

ينادى ضارعاً لخضوع قلب

وذلّ وابتهال والتجاء

رسول الله يا خيرالبرايا

نوالك ابتغى يوم القضاء

اذا ماحلّ خطب مدلهم

فانت الحصن من كل البلاء

اليك توجهى وبك استنادى

وفيك مطامعى وبك ارتجائى

اور خود ہی اس کی شرح و ترجمہ میں لکھتے ہیں''فصل ششم درمخاطبہ جناب عالی علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات والتسلیمات ندا کند زادوخوارشدہ بشکستگی دل و اظہار بے قدری خود بہ اخلاص درمناجات و بہ پناہ گرفتن بایں طریق کہ اے رسولِ خدا اے بہترین مخلوقات عطائے مے خواھم روز فیصل کردن، وقتے کہ فرود آید کار عظیم درغایت تاریکی پس توئی پناہ ازھربلا بسوئے تست رو آوردن من و بہ تست پناہ گرفتن من و در تست امید داشتنِ من اہ ملخصاً''ترجمہ:چھٹی فصل عالی مرتبت سرور عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پکارنے کے بیان میں۔آپ پر بہترین درود اور کامل ترین سلام ہو۔ذلیل و خوار شخص شکستہ دل ،ذلت و رسوائی عجزو انکسار کے ساتھ پناہ طلب کرتے ہوئے یوں پکارتا ہے، اے اللہ تعالیٰ کے رسول، اے بہترین خلق!میں فیصلے کے دن آپ کی عطا کا طلبگار ہوں،جب انتہائی اندھیرے میں بہت بڑی مصیبت نازل ہو تو ہر بلائیں پناہ گاہ تو ہی ہے۔میری توجہ تیری طرف ہے، تجھ ہی سے میں پناہ لیتا ہوں، تجھ ہی سے طمع وامید رکھتا ہوں۔

(اطیب النغم فی مدح سیدالعرب والعجم،فصل ششم ،صفحہ33،34، مطبع مجتبائی ،دہلی، ماخوذازفتاوی رضویہ)

مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر عزیزی میں اکابر اولیاء کا حال بعد انتقال لکھتے ہیں''دریں حالت ھم تصرف دردنیا دادہ واستغراق آنہا بجھت کمال وسعت مدارک آنہا مانع توجہ بایں سمت نمی گرددواویسیاں تحصیل مطلب کمالات باطنی از انھامی نمایند وارباب حاجات ومطالب حل مشکلات خود ازانھامی طلبند

ومی یابند''ترجمہ:اولیاء اللہ بعد انتقال دنیا میں تصرف فرماتے ہیں اوران کے استغراق کا کمال اورمدارج کے رفعت ان کو اس سمت توجہ دینے کی مانع نہیں ہے۔اویسی اپنے کمالات باطنی کا اظہار فرماتے ہیں اورحاجت مند لوگ اپنی مشکلات کا حل اورحاجت روائی انہیں سے طلب کرتے ہیں اوراپنے مقاصد میں کامیاب ہوتے ہیں۔

(تفسیر فتح العزیز تحت آیۃ 18/84،صفحہ 206،مطبع مسلم بکڈپو لال کنواں،دہلی)

امام عارف باللہ سیدی عبدالوہاب شعرانی قدس سرہ ربانی کتاب مستطاب ''لواقح الانوار فی طبقات الاخیار''میں فرماتے ہیں:سیدی شمس الدین محمد حنفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے حجرہ خلوت میں وضو فرمارہے تھے ناگاہ ایک کھڑاؤں ہوا پر پھینکی کے غائب ہوگئی حالانکہ حجرے میں کوئی راہ اس کے ہوا پر جانے کی نہ تھی۔ دوسری کھڑاؤں اپنے خادم کو عطا فرمائی کہ اسے اپنے پاس رہنے دے جب تک وہ پہلی واپس آئے۔ایک مدت کے بعد ملکِ شام سے ایک شخص وہ کھڑاؤں مع اور ہدایا کے حاضر لایا اور عرض کی کہ اللہ تعالیٰ حضرت کو جزائے خیر دے ،جب چور میرے سینہ پر مجھے ذبح کرنے بیٹھا ،میں نے اپنے دل میں کہا ''یاسیدی محمد یا حنفی''ترجمہ:اے میرے سردار محمد اے حنفی۔اُسی وقت یہ کھڑاؤں غیب سے آکر اس کے سینہ پر لگی کہ غش کھا کر الٹا ہوگیا اور مجھے اللہ عزوجل نے نجات بخشی۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار،ترجمہ سیدنا و مولانا شمس الدین حنفی،جلد2،صفحہ95، مصطفی البابی،مصر)

اسی میں ہے:ولیِ ممدوح قدس سرّہ کی زوجہ مقدسہ بیماری سے قریبِ مرگ ہوئیں تو وہ یوں نداکرتی تھیں ''یاسیدی احمد یا بدویُّ خاطرك معی''ترجمہ:اے میرے سردار اے احمد بدوی!حضرت کی توجہ میرے ساتھ ہے۔ایک دن حضرت سیدی احمد کبیر بدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خواب میں دیکھا کہ فرماتے ہیں، کب تک مجھے پکارے گی اور مجھ سے فریاد کرے گی تو جانتی نہیں کہ تو ایک بڑے صاحبِ تمکین (یعنی اپنے شوہر)کی حمایت میں ہے، اور جو کسی ولیِ کبیر کی درگاہ میں ہوتا ہے ہم اس کی نداء پر اجابت نہیں کرتے، یوں کہہ یا سیدی محمد یا حنفی کہ یہ کہے گی تو اللہ تعالیٰ تجھے عافیت بخشے گا۔ان بی بی نے یونہی کہا، صبح کو خاصی تندرست اُٹھیں ، گویا کبھی مرض نہ تھا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ سیدنا ومولٰنا شمس الدین الحنفی،جلد2،صفحہ96، مصطفٰی البابی،مصر)

اسی میں ہے حضرت ممدوح رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے مرضِ موت میں فرماتے تھے ''من کانت حاجة فلیأت الیٰ قبری و یطلب حاجته اقضهاله فانّ مابینی وبینکم غیر ذراعٍ من تراب وکل رجل یحجبه عن اصحٰبه ذراع من تراب فلیس برجل''ترجمہ: جسے کوئی حاجت ہو وہ میری قبر پر حاضر ہو کر حاجت مانگے میں رَوا فرمادوں گا کہ مجھ میں تم میں یہی ہاتھ بھر مٹی ہی تو حائل ہے اور جس مرد کو اتنی مٹی اپنے اصحاب سے حجاب میں کردے وہ مرد کا ہے کا۔

(لواقح الانوار فی طبقات الاخیار، ترجمہ سیدنا ومولانا شمس الدین الحنفی،جلد2،صفحہ96، مصطفٰی البابی،مصر)

حضرت سیدی محمد بن احمد فرغل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے احوال شریفہ میں لکھا ''كان رضی الله تعالیٰ عنه يقول انا من المتصرفين فی قبورهم فمن كانت له حاجة فليأت الیٰ قبالة وجهی ويذكرها لی اقضها له '' ترجمہ: فرمایا کرتے تھے میں اُن میں ہوں جو اپنی قبور میں تصرف فرماتے ہیں۔ جسے کوئی حاجت ہو میرے پاس میرے چہرہ مبارک کے سامنے حاضر ہو کر مجھ سے اپنی حاجت کہے میں روا فرمادوں گا۔

(لواقح الانوار فی طبقا ت الاخیار ،ترجمہ الشیخ محمد بن احمد الفرغل،جلد2،صفحہ105، مصطفٰی البابی،مصر)

اسی میں سیدی موسیٰ ابو عمران رحمہ اللہ تعالیٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں ''كان اذا ناداهُ مريده، اجابه من مسيرةِ سنةٍ اواكثر ''ترجمہ: جب ان کا مرید جہاں کہیں سے انہیں ندا کرتا جواب دیتے اگرچہ سال بھر کی راہ پر ہوتا یا اس سے بھی زائد۔

(الو قح الانوار فی طبقا ت الاخیار ،ترجمہ الشیخ محمد بن احمد الفرغل،جلد2،صفحہ21، مصطفٰی البابی،مصر،ماخوذ از فتاویٰ رضویہ)

جب اللہ عزوجل ہے تو کسی اور سے مدد مانگنے کی کیا حاجت

وہابیوں کی طرف سے کبھی یہ اعتراض کیاجاتا ہے کہ جب رب تعالیٰ دعاسننے والا ہے ، حقیقی مالک و مختار ہے تو پھر ان ہستیوں سے کیوں مانگا جاتا ہے ؟ اصل مسئلہ یہ ہے کہ مسلمان نبی و ولی سے اس لئے مانگتے ہیں کہ رب تعالیٰ نے ان ہستیوں کے متعلق فرمایا ہے کہ میں ان کو ضرور عطا فرماتا ہوں چنانچہ بخاری

شریف میں حدیث قدسی ہے ''وما یزال عبدی یتقرب إلی بالنوافل حتی أحبه فإذا أحببته کنت سمعه الذی یسمع به وبصره الذی یبصر به ویده التی یبطش بها ورجله التی یمشی بها وإن سألنی لأعطینه ولئن استعاذنی لأعیذنه'' ترجمہ: میرا بندہ بذریعہ نوافل میری نزدیکی چاہتا رہتا ہے یہاں تک کہ میرا محبوب ہوجاتا ہے۔ پھر جب میں اسے دوست رکھتا ہوں تو میں خود اس کاوہ کان ہوجاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی وہ آنکھ ہوجاتاہوں جس سے دیکھتا ہے،اس کا ہاتھ ہوجاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پائوں ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔ اگر وہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اسے عطافرماتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے پناہ مانگے تو میں ضرور اسے پناہ دیتا ہوں۔

(صحیح بخاری، کتاب الرقاق،باب التواضع، جلد8،صفحہ 105،دار طوق النجاۃ،مصر)

دیکھیں !کتنے واضح انداز میں رب تعالیٰ نے ان لوگوں کے متعلق فرمایا کہ میں ضرور ان کے مانگنے پر عطا کرتا ہوں۔پھر قرآن سے ثابت ہے کہ نیک ہستیوں کے قرب میں دعا جلد قبول ہوتی ہے۔یہی وجہ ہے کہ مسلمان ان ہستیوں کے وسیلہ سے رب تعالیٰ سے اپنی مراد حاصل کرتے ہیں اور اوپر حدیث پاک گزری کے صحابی رسول نے بارش کی دعا بھی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر جاکر اسی عقیدے سے کی۔لہٰذا مسلمانوں کا اولیاء کرام سے مدد مانگنا توحید کے منافی نہیں بلکہ شریعت کے مطابق ہے۔یہ بھی نہیں کہ سُنّی مسلمان اللہ عزوجل سے مانگنے کے منکر ہیں کہ ایسا عقیدہ رکھنا تو کفر ہے۔ ہرسنی مسلمان دن میں نماز اور علاوہ نماز کے کئی مرتبہ رب تعالیٰ

سے مانگتا ہے۔ عقیدہ فقط یہ ہے کہ انبیاء اوراولیاء سے مدد مانگنا جائز ہے، اگرچہ افضل یہی ہے کہ رب تعالیٰ سے ان پاک ہستیوں کے توسل سے مانگا جائے۔

تیری ہی عبادت کرتے اور تجھے سے مدد مانگتے ہیں

اہل سنت نے اپنے موقف پر کثیر دلائل پیش کیے ہیں، اس کے علاوہ اور بھی دلائل اس پر موجود ہیں کہ اللہ عزوجل کے انبیاء علیہم السلام اور صالحین لوگوں سے مدد مانگنا جائز ہے۔ وہابیوں کے پاس کوئی ایک بھی آیت یا حدیث بلکہ چودہ سو سالوں میں سے کسی ایک بھی مستند عالم کا قول موجود نہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ نیک ہستیوں سے مدد مانگنا ناجائز و شرک ہے۔ وہابی اپنا مذہب چلانے کے لیے بتوں والی آیات اولیاء کرام پر منطبق کرتے ہیں۔ سب سے زیادہ جو وہابی اپنے موقف پر دلیل دیتے ہیں وہ سورۃ فاتحہ کی یہ یہ آیت ہے:

{اِیَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِیَّاكَ نَسْتَعِیْنُ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں۔}

اس آیت کے حوالے سے جب وہابیوں سے کہا جائے کہ اس آیت کی تو آپ بھی مخالفت کرتے ہیں کہ جب مسئلہ ہو تو پولیس اور دیگر اداروں سے مدد مانگتے ہیں۔ جواب میں وہابی کہتے ہیں کہ زندہ سے مدد مانگنا درست ہے فوت شدہ سے نہیں۔ جب اہل سنت کہتے ہیں کہ آیت میں تو زندہ اور فوت شدہ کی کوئی قید نہیں، یہ قید آپ نے کہاں سے نکال لی تو وہابی اس پر خاموش ہو جاتے ہیں۔

دراصل حقیقی مدد گار اللہ عزوجل ہی کی ذات ہے اور وہی معبود ہے جو شخص کسی زندہ یا مردہ کو عبادت کے لائق سمجھے وہ کافر و مشرک ہے۔

خلاصہ کلام یہ نکلا اگر کوئی مسلمان کسی نبی، صحابی یا ولی سے مدد مانگ لے تو یہ شرک نہیں، جائز ہے، افضل یہی ہے کہ اللہ عزوجل سے مانگے یا نیک ہستیوں کے وسیلے سے مانگے۔ صالحین سے مدد مانگنے کو بغیر دلیل کے شرک کہنا اور بتوں والی آیات ان پر پڑھتے جانا ظلم عظیم و گمراہی ہے۔